حدیث مشہور کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر احمد حسن

اس سے قبل ہم خبر متواتر اور خبر واحد کی شرعی حیثیت کے بارے میں اپنے سابق مقالات میں تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں (۱) ۔ خبر مشہور بھی خبر واحد کی ہی ایک قسم ہے۔ زیر نظر مقالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

محدثین نے خبر کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ خبر متواتر اور خبر واحد ۔ پھر خبر واحد کی تین قسمیں کی ہیں ۔ مشہور ، عزیز اور غریب ۔ فقہاء میں مالکیہ کے ہاں خبر مشہور کی اصطلاح مستعمل نہیں ہے۔ باقی تینوں مکاتب فقہ میں یہ اصطلاح ملتی ہے۔ تمام محدثین و فقہاء کے نزدیک خبر مشہور خبر واحد کی ہی ایک قسم ہے۔ لیکن احناف میں سے ابوبکر جصاص رازی کے نزدیک یہ خبر متواتر کی قسم ہے ، خبر واحد کی نہیں ، جیسا کہ عام محدثین اور فقہاء کا خیال ہے۔ اس مسئلہ پر آگے چل کر ہم روشنی ڈالیں گے۔ پہلے ہم محدثین کا مؤقف بیان کریں گے ۔ اس کے بعد علماء اصول کے نقطہ نظر پر بحث کریں گے ۔

خبر واحد کی تعریف اور اس کی تفصیلات ہم گذشتہ مقالہ میں بیان کرچکے ہیں ۔ جو خبر متواتر نہ ہو عام طور پر اس کو خبر واحد سمجھا جاتا ہے (۲) ۔ اس کی تین قسمیں ہیں : مشہور ، عزیز اور غریب ۔

۱ ـ مشہور : جس حدیث کو تین یا تین سے زاید راوی، جن کی تعداد تواتر کی حد کو نہ پہنچتی ہو، مشہور کہلاتی ہے۔ محدثین کے نزدیک شہرت سے یہی مراد ہے۔ جیسے طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ یعنی علم کا حاصل کرنا (علم کی طلب و جستجو میں لگا رہنا) ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۲ ـ عزیز : جس حدیث کو دو راوی ، دو راویوں سے روایت کریں، .اور ہر طبقہ میں اس طرح راویوں کی تعداد ہو اس کو عزیز کہتے ھیں۔ کسی طبقہ میں راویوں کی تعداد زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک حدیث ہے: لا یؤ من احدکم حتی اکون احب الیه من والده و ولده والناس اجمعین۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سے) اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرتا ہو۔

۳ ـ غریب : جس حدیث کو راویوں کے تمام طبقات میں یا ایک طبقہ میں صرف ایک ھی راوی روایت کرے، اس کو غریب کہا جاتا ہے۔ جیسے حدیث انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے (۳)۔ ابن الصلاح نے اس حدیث کو مشہور کہا ہے (۴)۔

خبر مشہور ھمارا موضوع بحث ہے ، اس لئے خبر عزیز اور خبر غریب پر ہم مزید گفتگو نہیں کریں گے۔

محدثین کے یہاں بھی ھمیں خبر مشہور کی کئی تعریفیں ملتی ھیں۔ نیز اس کو خبر مستفیض بھی کہتے ھیں۔ بعض نے خبر مشہور کا ھی یہ دوسرا نام بتایا ہے۔ بعض ان دونوں کے درمیان فرق کرتے ھیں۔ جیسا کہ آگے چل کر ہم بتائیں گے۔ خبر مشہور کی چند تعریفیں یہ ھیں :

۱ ـ محصورة باكثر من اثنين وهو المشهور عند المحدثين ، سمى بذلک لوضوحه ـ وهو المستفيض على رأى جماعة من ائمة الفقهاء (۵)

(محدثين کے نزديک خبر مشهور وه ہے جو دو سے زياده راويوں تک محدود هو ـ اس کی شهرت کے سبب اس کو مشهور کهتے هيں ـ ائمه فقهاء کی ايک جماعت اس کو مستفيض بھی کهتی ہے ـ)

۲ ـ المشهور ماله طرق محصورة باكثر من اثنين ولم يبلغ حد التواتر سمى بذلک لوضوحه وسماه جماعة من العلماء المستفيض لانتشاره ـ من فاض الماء يفيض فيضا(٦) ـ

(مشهور وه حديث ہے جس کی روايت دو سے زياده اسنادوں تک محدود هو ـ ليکن وه تواتر کی حد کو نه پهنچيں ـ علماء کی ايک جماعت نے اس کو اس کے پهيلاؤ اور شهرت کے سبب مستفيض بھی کها ہے ـ مستفيض کا لفظ عربی کے محاوره فاض الماء يعنی پانی چڑھ گيا، طغيانی آگئی، سيلاب آگيا، سے ماخوذ ہے ـ) ـ

۳ ـ المشهور مازاد نقلته على ثلاثة عدول ـ وقيل مازاد نقلته على الاثنين ـ وقيل مازاد نقلته على واحد ـ فلا بد ان يكونوا اثنين فصاعدا(٧) ـ

(مشهور حديث وه ہے جس کے نقل کرنے والے تين سے زايد عادل راوی هوں ـ ايک قول يه ہے که جس کو نقل کرنے والے دو سے زياده راوی هوں ـ تيسرا قول يه ہے که جس کو نقل کرنے والے ايک سے زايد راوی هوں ـ اس لئے اس کی روايت کے لئے دو يا دو سے زياده راوی ضروری هيں) ـ

علماء اصول تين سے زايد يا چار راويوں کی شرط لگاتے هيں ـ محدثين دو سے زايد يا تين راويوں کی شرط لگاتے هيں ـ شيخ ابو حامد، ابواسحق اور ابوحاتم قزوينی نے ايک سے زايد يا دو راويوں کی شرط لگائی ہے ـ(۸) ـ

محدثین نے خبر مشہور کو مستفیض بھی کہا ہے۔ لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ خبر مشہور اور مستفیض دونوں کا اطلاق ایک ھی چیز پر ھوتا ہے، یا دونوں کے درمیان فرق ہے۔ محدثین میں سے ایک فریق کے نزدیک مشہور کا ھی دوسرا نام مستفیض ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خبر مشہور کو مستفیض کہنے کا سبب اس کا پھیلاؤ ہے۔ سیلاب یا طغیانی کے پھیلاؤ سے مشابہت کے سبب اس حدیث کے مشہور اور مستفیض دونوں نام ھیں۔ دوسرے فریق کے نزدیک دونوں کے درمیان فرق ہے۔ مستفیض وہ حدیث ہے جو ابتداء اور انتہاء میں برابر ھو۔ یعنی جس حدیث کے راوی شروع اور آخر میں برابر ھوں اس کو مستفیض کہتے ھیں۔ لیکن مشہور اس سے زیادہ عام ہے اس کی تعریف میں اس قسم کی کوئی قید نہیں ہے۔ صرف شہرت کافی ہے۔ تاھم بعض محدثین نے دونوں کے درمیان یہ فرق اس کے برعکس بیان کیا ہے۔ یعنی مشہور وہ حدیث ہے جس کے شروع اور آخر میں راوی برابر ھوں۔ لیکن حدیث مستفیض میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ یہ مشہور سے زیادہ عام ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ بعض محدثین نے ان کے درمیان دوسرے طریقہ سے بھی فرق کیا ہے (۹)۔

محدثین نے حدیث مشہور کی کئی قسمیں کی ھیں۔ مشہور حدیث صحیح، حسن یا ضعیف بھی ھو سکتی ہے۔ شہرت کے لحاظ سے اس کی کئی قسمیں ھیں۔ اصطلاح اصول حدیث کے مطابق مشہور، صرف محدثین کے درمیان مشہور، محدثین، علماء اور عوام کے درمیان مشہور، فقہاء کے درمیان مشہور، علماء اصول کے درمیان مشہور، اور صرف عوام کے درمیان مشہور۔ یعنی ایسی حدیث جس کی صرف ایک سند ھو یا سرے سے کوئی سند ھی نہ ھو۔ موضوع

احادیث جو مشہور ہو گئی ہوں۔ اصول حدیث کی کتابوں میں ان سب کی مثالیں دی ہوئی ہیں ، جن کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں :

اصول حدیث کی اصطلاح کے مطابق مشہور حدیث کی مثالیں :

۱ ۔ ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد (بخاری و مسلم)

ترجمہ : اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ بالکل ہی بندوں سے اس کو کھینچ لیں ۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

۲ ۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم (ابن ماجہ)

ترجمہ : علم (دین) کی جستجو ہر مسلمان پر فرض ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

۳ ۔ الاذنان من الرأس (ابوداؤد)

ترجمہ : دونوں کان سر کا حصہ ہیں ۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔

ایسی مشہور حدیث جو صرف محدثین کے درمیان مشہور ہو :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قنت شھرا بعد الرکوع، یدعو علی رعل وذکوان و عصیۃ ۔ (بخاری و مسلم) ۔

ترجمہ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھی تھی، اس سے آپ رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کے لئے بد دعا فرماتے تھے۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

ایسی مشہور حدیث کی مثالیں جو صرف فقہاء کے درمیان مشہور ہو۔

۱ ـ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (سنن ابی داؤد)

ترجمہ : حلال کاموں میں سے اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

۲ ـ من سئل عن علم فکتمہ الجم بلجام من نار یوم القیامۃ (جامع ترمذی)

ترجمہ : جس شخص سے علم دین کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھا جائے ، (اور باوجود علم ہونے کے) وہ اس کو چھپائے، تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

محدثین کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

۳ ـ لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد (سنن الدارقطنی)

ترجمہ : کسی مسجد کے پڑوس میں رہنے والے کی نماز اس مسجد میں ہی ہوتی ہے۔

اس حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

ایسی مشہور حدیث کی مثال جو صرف علماء اصول کے درمیان مشہور ہو : رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرھوا علیہ (صحیح ابن حبان) ۔

ترجمہ : میری امت سے غلطی ، بھول اور اکراہ کے سبب کئے ہوئے کسی فعل کا گناہ اٹھا لیا گیا ہے۔

ابن حبان اور حاکم نے اس حدیث کو ان اللہ وضع کے الفاظ کے ساتھ صحیح بتایا ہے۔

ایسی مشہور حدیث کی مثال جو عام محدثین اور علماء کے درمیان مشہور ہو :

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ۔(صحیح البخاری)

ترجمه : کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ھاتھ سے مسلمان محفوظ رھیں ۔ محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ہر طبقه میں تین راویوں نے اس کو روایت کیا ہے۔

ایسی مشہور احادیث جو عوام میں مشہور ھوں۔

۱ ۔ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله (صحیح مسلم)۔

ترجمه : جو کسی شخص کو نیک کام کرنے کی طرف رهنمائی کرے، اس کو اس نیک کام کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا ۔

۲ ۔ مداراة الناس صدقة (صحیح ابن حبان) ۔

ترجمه : لوگوں کی خاطر مدارات کرنا صدقه ہے۔

۳ ۔ لیس الخبر کالمعاینة (صحیح ابن حبان ۔ مستدرک حاکم)۔

ترجمه : کسی چیز کے بارے میں خبر خود اس کو دیکھنے کی مانند نہیں ھوتی ۔

۴ ۔ المتشار مؤتمن (جامع ترمذی)۔

ترجمه : جس شخص سے مشوره طلب کیا جائے اسے امانتدار ھونا چاھیئے ۔

۵ ۔ اختلاف امتی رحمة (المدخل للبیہقی) ۔

ترجمه : میری امت کے درمیان اختلاف رحمت ہے۔

٦ ۔ نیة المؤمن خیر من عمله (شعب الایمان للبیہقی)۔

ترجمه : مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

بعض مشہور احادیث موضوع ھیں ۔ ان میں سے چند مثال کے طور پر هم یہاں بیان کرتے ھیں ۔

۱ ۔ کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لیعرفونی ۔

ترجمه : الله تعالی فرماتے ھیں که میں ایک مخفی خزانه تھا، پھر مجھے یه بات پسند آئی که میں پہچانا جاؤں۔ اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکه وه مجھے پہچانیں ۔

۲ ۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔

ترجمہ : میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ھیں

۳ ۔ والباذنجان لما اکل له ۔

ترجمہ : بینگن جس مقصد کے لئے کھایا جائے وہ مقصد پورا ھوتا ہے۔

امام احمد کا قول ہے کہ اس قسم کی احادیث عوام کے درمیان مشہور ھیں ۔ یہ موضوع احادیث ھیں ۔ ان کی کوئی اصل نہیں (۱۰)۔

اب ھم علماء اصول کا خبر مشہور کے بارے میں مؤقف بیان کرتے ھیں ۔ مالکیہ میں سے امام قرافی خبر مشہور کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ وہ حدیث کی تین قسمیں بیان کرتے ھیں ۔ متواتر، آحاد اور تیسری قسم خبر مفرد ہے۔ یہ وہ خبر ہے جو نہ متواتر ھو نہ آحاد، متواتر اس لئے نہیں ھوتی کہ اس میں تعداد کی شرط ہے۔ اور آحاد اس لیئے نہیں کہ آحاد مفید علم ھوتی ہے، اور یہ مفید علم نہیں ھوتی ۔ لیکن یہ خبر قرائن کے ساتھ مل کر مفید علم ھوتی ہے۔ اس قسم کی خبر کا اصطلاح میں کوئی ذکر نہیں ملتا (۱۱) ۔

ھم اس سے پہلے بیان کر چکے ھیں احناف میں سے ابوبکر جصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) خبر مشہور کو خبر متواتر کی قسم مانتے ھیں ، خبر واحد کی نہیں ۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر مشہور جب ھمارے پاس ایسے راویوں سے نقل ھوکر پہنچتی ہے جن کے جھوٹ پر متفق ھونے کے بارے میں وھم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا، تو ایسی خبر ھمارے لئے موجب علم یقین ھوگی ، کیونکہ صدر اول ھی میں جھوٹ پر ان کے متفق ھونے کا وھم ختم ھو چکا ہے۔ اب جن لوگوں نے ان سے یہ خبر سن کر اسے قبول کیا، اور اس پر عمل پیرا ھوئے، ان کا اس کی قبولیت پر متفق ھو جانا یقیناً کسی مشترک

علت (جامع) کے سبب ہوگا ۔ اس بات سے ان راویوں کی صداقت جو اس کی روایت کے اہل تھے متعین ہو جاتی ہے ۔ تاہم ہمیں اس صداقت کا علم استدلال سے حاصل ہوا ۔ اس لئے اس قسم کی خبر سے، جو متواتر الفرع اور آحاد الاصل ہو، حاصل شدہ علم اگرچہ قطعی ہوتا ہے ، لیکن ہم اس کو علم مکتسب یا علم اکتسابی کہتے ہیں ۔ اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے صانع عالم (دنیا کے بنانے والے) کی معرفت کا علم ۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ خبر مشہور جیسی احادیث سے نسخ جائز ہے ، کیونکہ قرآن مجید کی نص پر مبنی کسی حکم پر خبر مشہور سے اضافہ علماء اصول کے نزدیک ثابت ہے ۔ اور نص پر اضافہ کو ہی نسخ کہتے ہیں ۔ ایسی نص کو جو موجب علم یقین ہو ایسی حدیث سے ہی منسوخ کیا جا سکتا ہے جو خود بھی موجب علم یقین ہو ۔ ظاہر ہے ایسی خبر یا حدیث خبر متواتر ہی ہو سکتی ہے ۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ خبر مشہور متواتر ہی کی ایک قسم ہے ، نہ کہ اس کا قسیم (١٢) ۔

علماء اصول نے خبر مشہور کی مندرجہ ذیل تعریفات کی ہیں ۔

١ ۔ کل حدیث نقله عن رسول الله صلی الله علیه وسلم عددیتوهم اجتماعهم علی الکذب ولکن تلقته العلماء بالقبول والعمل به ۔ فباعتبار الاصل هو من الآحاد وباعتبار الفرع هو متواتر (١٣) ۔

(ہر ایسی حدیث جس کو راویوں کی اتنی تعداد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہو کہ جھوٹ پر ان کا متفق ہونے کا وہم ہو سکتا ہو ، لیکن علماء نے اس کو مجموعی طور پر قبول کر لیا ہو، اور اس پر عمل پیرا ہوں ۔ اصل کے اعتبار سے اس کا تعلق احاد سے ہے ، لیکن فرع کے اعتبار سے وہ متواتر ہے ۔

خبر مشہور کی چند مثالیں یہ ہیں : موزوں پر مسح سے متعلق

احادیث، متعه یا نکاح مؤقّت کی اباحت کے بعد اس کی حرمت سے متعلق احادیث، ایسی احادیث جن میں کسی ایسی عورت سے نکاح کی ممانعت کی گئی ہے جس کی پھوپھی یا خالہ پہلے ھی اس مرد کے نکاح میں ھوں ، ربا الفضل کی حرمت سے متعلق احادیث وغیرہ ۔

۲ ۔ المشہور فہو اسم لخبر کان من الآحاد فی الابتداء، ثم اشتہر فیما بین العلماء فی العصر الثانی، حتی رواہ جماعه لایتصور تواطؤھم علی الکذب ۔ وقیل فی حدہ ماتلقته العلماء بالقبول (۱۴) ۔

(مشہور ایسی حدیث کا نام ہے جو ابتداء میں خبر الواحد ھو ۔ پھر عصر ثانی (تابعین کے دور میں) میں مشہور ھو گئی ھو، اور اس کو مجموعی طور پر اتنے راویوں نے روایت کیا ھو جن کے جھوٹ پر متفق ھونے کا تصور نہ کیا جا سکتا ھو ۔ خبر مشہور کی تعریف کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے ، کہ یہ وہ حدیث ہے جس کو علماء نے قبول کر لیا ھو، یعنی جو حدیث علماء کے درمیان قبول عام حاصل کر چکی ھو وہ حدیث مشہور ہے ۔

۳ ۔ المشہور ماکان آحاد الاصل، متواتر فی القرن الثانی والثالث(۱۵)۔

مشہور وہ حدیث ہے جو ابتداء میں خبر الواحد ھو، دوسرے اور تیسرے دور (یعنی تابعین اور تبع تابعین) کےدور میں وہ متواتر بن جائے ۔

۴ ۔ فان نقله جماعة تزید علی الثلاثة والاربعة سمی مستفیضا مشہورا (۱٦) ۔

اگر کسی حدیث کو راویوں کا ایک گروہ جن کی تعداد (تین اور چار سے زیادہ ھو) اسے مستفیض مشہور کہتے ھیں ۔

مندرجہ بالا تعریفات سے معلوم ھوتا ہے کہ ابتداء میں جس حدیث کو تین یا چار راویوں نے روایت کیا ھو، چاھے بعد میں ان کی تعداد متواتر کے راویوں کی طرح کثیر ھو گئی ھو، اس کو علماء اصول کی

اصطلاح میں مشہور کہا جاتا ہے۔ اسی کو آحاد الاصل اور متواتر الفرع بھی کہا گیا ہے۔

هم پہلے بتا چکے هیں که جس حدیث کو تین یا تین سے زاید راوی روایت کریں وہ مشہور ہے۔ اگر دو راوی روایت کریں تو اس کو عزیز کہتے هیں ۔ اور ایک راوی روایت کرے تو اس کو غریب کہتے هیں (۱۷) ۔

علماء اصول نے بھی مشہور اور مستفیض کے درمیان فرق کیا ہے۔ لیکن اس تفریق پر ان کا اتفاق نہیں ہے۔ بعض کے نزدیک دونوں کی تعریف ایک هی ہے۔ جو لوگ ان دونوں کے درمیان فرق کرتے هیں ان کا خیال ہے که ان دونوں کے درمیان عموم من وجه ہے ۔ یعنی دونوں کسی ایک صفت میں مشترک هیں اور بعض دوسری صفات میں منفرد ۔ دونوں اس صفت میں مشترک هیں که تین یا تین سے زاید راوی کسی حدیث کو روایت کریں، جب تک ان کی تعداد دور اول میں تواتر تک نه پہنچے، خواہ بعد کے ادوار میں سے کسی ایک دور میں ان کی تعداد متواتر هو جائے، خبر مستفیض اس صفت میں منفرد ہے که اس کو تین سے زاید راوی روایت کریں، اور کسی دور میں بھی ان کی تعداد تواتر کو نه پہنچے ۔ خبر مشہور اس صفت میں منفرد ہے که ابتداء (دور اول) میں اس کو ایک یا دو راوی روایت کریں، دوسرے یا تیسرے دور میں ان کی تعداد تواتر تک پہنچ جائے (۱۸) ۔

بعض علماء اصول کے نزدیک جس حدیث کو تین یا چار راوی روایت کریں وہ خبر مستفیض ہے۔ بعض کے خیال میں وہ حدیث جو امت میں قبول عام حاصل کرچکی هو مستفیض ہے ۔ شوافع کے نزدیک مختار قول یه ہے که مستفیض وہ حدیث ہے جس کو لوگ امت

میں مشہور سمجھیں (۱۹) ۔ مشہور کے راویوں کی تعداد کم سے کم تین ہونی چاہیئے اور مستفیض کے راویوں کی تعداد کم سے کم دو ہونی چاہیئے (۲۰) ۔ ابن الحاجب نے مستفیض کے لئے تین سے زاید راویوں کی شرط لگائی ہے۔ لیکن ان کے نزدیک مشہور اور مستفیض کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک ہی حدیث کے دو نام ہیں (۲۱) ۔

خبر مشہور کی بھی وہی شرائط ہیں جو خبر متواتر کی ہیں، لیکن خبر مشہور میں ابتداء میں راویوں کی کثیر تعداد کا ہونا ضروری نہیں ۔ یہ شرط صرف خبر متواتر کے ساتھ مخصوص ہے۔ خبر متواتر کی پہلی شرط یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے اتنی کثرت سے اس حدیث کو نقل کریں کہ ان کا جھوٹ پر عادةً متفق ہونے کا تصور بھی نہ کیا جا سکے ۔ کیونکہ ابتداء میں، درمیان میں اور آخر میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ تینوں حصے برابر معلوم ہوتے ہوں۔ تاہم مشہور میں ابتداء میں کثیر تعداد شرط نہیں، جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں ۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس حدیث میں جو خبر دی گئی ہو وہ کوئی محسوس امر ہو، جس کو دیکھ کر یا سن کر محسوس کیا جا سکے ۔ عقلی یا ظنی بات نہ ہو(۲۲) ۔

حدیث مشہور متواتر اور آحاد کا درمیانی درجہ ہے۔ متواتر کی طرح اس کا حکم قطعی اور یقینی نہیں ہے ، اور نہ آحاد کی طرح بالکل ظنی ۔ ابواسحاق الاسفرائینی اور ابن فورک کے نزدیک متواتر مفید علم ضروری ہے ، اور مشہور مفید علم نظری ہے ۔ اور خبر الواحد مفید علم ظنی ہے۔ اس طرح خبر مشہور متواتر اور آحاد کے بین بین ایک درجہ ہے۔ اس کی مثال میں الاسفرائینی کہتے ہیں کہ جس حدیث پر آئمہ حدیث متفق ہو جائیں وہ مشہور ہے (۲۳) ۔

حدیث مشہور کے حکم کے بارے میں علماء اصول کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض شافعی فقہاء اس کا خبر الواحد کے ساتھ الحاق

کرتے ھیں ـ اور اس کو خبر الواحد کی طرح مفید ظن سمجھتے ھیں ـ ابوبکر جصاص رازی اس کو مفید علم یقین سمجھتے ھیں، کیونکہ ان کے نزدیک یہ متواتر کی مانند ہے۔ اس سے بھی علم یقین حاصل ھوتا ہے۔ تاھم وہ یہ فرق کرتے ھیں کہ خبر مشہور سے جو علم حاصل ھوتا ہے وہ یقینی تو ہے لیکن استدلال کی راہ سے، نہ کہ ضرورت کے طریق سے ـ بعض شافعی فقہاء کا بھی یہی موقف ہے ـ سمعانی (متوفی ۴۸۹ھ) نے اپنی مشہور کتاب القواطع فی اصول الفقہ میں لکھا ہے کہ امت جس حدیث کو عمومی طور پر قبول کرلے اس کی صداقت یقینی سمجھی جائے گی ـ جیسے جزیہ وصول کرنے کے بارے میں حدیث جس کو عبدالرحمن بن عوف نے روایت کیا ہے، کسی عورت کی خالہ یا پھوپھی کا نکاح میں ھوتے ھوئے اس عورت سے نکاح کرنے کی حرمت کے بارے میں حدیث جس کو حضرت ابوھریرہ نے روایت کیا ہے، اسقاط جنین کے بارے میں حدیث جس سے شبہ عمد کی دیت کی مقدار معلوم ھوتی ہے، جس کو حمل بن مالک نے روایت کیا ہے۔ یہ سب مشہور احادیث ھیں ـ

احناف میں سے عیسی بن ابان کہتے ھیں کہ خبر مشہور مفید علم طمانینت ہے، نہ کہ مفید علم یقین ـ یہ حدیث متواتر سے نیچے، اور خبر الواحد سے بالاتر ہے۔ اسی لئے خبر مشہور سے قرآن مجید کے کسی حکم پر اضافہ جائز ہے ـ اصطلاح میں اس کو نسخ بھی کہتے ھیں ـ اگرچہ خبر مشہور سے مطلق نسخ جائز نہیں ہے۔ قاضی امام ابوزید، امام ابوحنیفہ و ابویوسف، اور فقہاء احناف میں سے عام متأخرین کا یہی موقف ہے (۲۳) ـ

احناف کے درمیان خبر مشہور کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے۔ اکثر کا موقف یہی ہے کہ یہ مفید علم طمانینت ہے، بعض اس کو موجب علم یقینی کہتے ھیں ـ بلکہ سمرقندی نے یہ کہا ہے کہ عام

مشائخ احناف خبر مشہور کو موجب علم قطعی سمجھتے ھیں ۔ جو اس کو مفید علم طمانینت سمجھتے ھیں ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر مشہور سے ایسا حکم منسوخ ہو سکتا ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہو۔ اگر خبر مشہور مفید علم قطعی ہوتی تو اس سے نسخ جائز ہوتا، جیسے خبر متواتر سے جائز ہوتا ہے۔ اسی طرح خبر مشہور کا منکر کافر بھی نہیں ہوتا ۔ اگر یہ مفید علم قطعی ہوتی تو خبر متواتر کی طرح اس کا منکر بھی کافر ہوتا ۔ یہ بات واضح رہے کہ خبر مشہور سے ایسے حکم پر جو قرآن مجید سے ثابت ہو اضافہ جائز ہے۔ احناف اس کو بھی نسخ کہتے ھیں ۔ لیکن یہ مکمل طور پر نسخ نہیں ہے۔ یہ ایک اعتبار سے نسخ ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے نہیں ، کیونکہ خبر مشہور متواتر اور خبر الواحد کے درمیان خبر کا ایک درجہ ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ھیں کہ یہ خبر متواتر سے نیچے اور خبر الواحد سے اوپر ہوتی ہے۔ اس لئے اس سے نسخ بھی دلیل کی قوت کے مطابق ھی ہوتا ہے۔ یہ مفید علم نظری ہے ، نہ کہ ضروری ۔ اس سے جو علم ظنی حاصل ہوتا ہے وہ اس علم ظنی سے بالاتر اور یقین کے قریب ہے جو خبر الواحد سے حاصل ہوتا ہے ، اس لئے اس کو علم طمانینت کہتے ھیں ۔ کیونکہ اس سے نفس مطمئن ہو جاتا ہے ، اور نفس کا یہ سکون و اطمینان علم یقینی کے قریب ھی ہوتا ہے۔

جو لوگ خبر مشہور کو مفید علم قطعی سمجھتے ھیں ان کی دلیل یہ ہے کہ خبر مشہور کو امت کے درمیان قبول عام حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے اس دور کے علماء کا اس کی قبولیت پر اجماع ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا حکم بھی اجماع کے حکم کا مانند ہے۔ اور اجماع موجب علم یقینی ہے۔ اس لئے خبر مشہور بھی موجب علم قطعی ہے (٢٥) ۔

جن مشہور احادیث سے قرآن مجید کے منصوص احکام پر اضافہ ہوا ہے ان کی چند مثالیں یہ ہیں ۔ زنا کے جرم پر قرآن مجید میں سو کوڑوں کی سزا مقرر ہے۔ لیکن اس میں ایسی کوئی تصریح نہیں ہے کہ سو کوڑوں کی سزا صرف غیر شادی شدہ کے لئے ہے، اور رجم کی سزا شادی شدہ کے لئے ۔ یہ تصریح اور اضافہ حدیث مشہور سے ثابت ہے ، کیونکہ حضرت ماعز کو جو شادی شدہ تھے، رجم کی سزا دی گئی تھی ۔ قرآن مجید میں قسم کے کفارہ کے لئے تین روزے رکھنے کا حکم ہے ، لیکن مسلسل رکھنے کی اس میں کوئی قید نہیں ہے ۔ مسلسل روزوں کی قید حدیث مشہور سے ثابت ہے ، جو عبداللہ بن مسعود کی ایک قرأت میں ہے، اور یہ احناف کے نزدیک اس آیت کی تفسیر ہے ۔ قرآن مجید میں وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے ۔ لیکن موزوں پر مسح کا حکم نہیں ہے۔ یہ حکم حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ بعض فقہاء نے اس کو متواتر بھی کہا ہے۔ ابوحنیفہ کا قول ہے کہ جو موزوں پر مسح کا انکار کرے گا ، اس پر کفر کا اندیشہ ہے ، کیونکہ اس سے متعلق اس کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں جو متواتر احادیث کے مشابہ ہیں ۔ امام ابویوسف کا قول ہے کہ موزوں پر مسح کا حکم اتنی مشہور احادیث سے ثابت ہے کہ اس سے قرآن مجید کے منصوص حکم پر اضافہ جائز ہے ۔ بلکہ ابن عبدالبر نے ان احادیث کو متواتر تک کہا ہے (٢٦) ۔

خبر مشہور سے متعلق ایک اہم مسئلہ اس کے انکار کے بارے میں ہے۔ آیا اس کا منکر کافر ہے یا نہیں ؟ اس میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے جو اس کو موجب علم قطعی سمجھتے ہیں ، وہ اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں ۔ جو اس کے مفید علم طمانینت ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کا منکر کافر نہیں ۔ ذیل میں ہم دونوں فریقوں کے دلائل ذکر کرتے ہیں ۔

ابوبکر جصاص رازی چونکه خبر مشہور کو بھی خبر متواتر کی ایک قسم مانتے ھیں ، اس لئے ان کے نزدیک خبر مشہور کا منکر کافر ہے۔ سمرقندی نے بھی یہ نقل کیا ہے کہ بعض مشائخ احناف خبر مشہور کے منکر کو کافر مانتے ھیں ۔ اور ان کے دلائل وھی ھیں جو خبر متواتر کے منکر کے ھیں ۔ کیونکہ خبر متواتر کی حیثیت اس حدیث کی ہے جس کو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا ھو۔ اور تکذیب رسول کفر ہے۔ اس لئے خبر متواتر کا منکر بھی کافر ہے۔ جن کے نزدیک خبر مشہور کی حیثیت متواتر کی سی ہے۔ ان کے خیال میں خبر مشہور کا منکر بھی کافر ہے۔ تاھم شمس الائمہ سرخسی نے نقل کیا ہے کہ خبر مشہور کا منکر فقہاء کے نزدیک بالاتفاق کافر نہیں ہے۔

جو لوگ حدیث مشہور کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث مشہور حدیث متواتر کی طرح یقینی نہیں ہے۔ یہ متواتر اور آحاد کے درمیان میں خبر کا ایک درجہ ہے۔ حدیث متواتر کو نقل کرنے والے ابتداء سے آخر تک اس کثرت سے ھوتے ھیں کہ اس کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی ہے۔ اور تکذیب رسول کفر ہے۔ اس لئے اس کا منکر بھی کافر ہے۔ لیکن مشہور میں یہ صورت نہیں ہے ، کہ اس کے منکر کو ھم تکذیب رسول کہہ سکیں ، کیونکہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سننے والے اتنی تعداد میں نہیں ھوتے کہ ان کا جھوٹ پر متفق ھونے کا تصور نہ ھو سکے۔ خبر مشہور بھی درحقیقت ایک قسم کی خبر الواحد ھی ہے جس کو علماء نے عمومی طور پر دوسرے (تابعین کے دور میں) اور تیسرے (تبع تابعین کے دور میں) قبول کر لیا ھوتا ہے۔ اس لئے اس کا انکار ان کے

قبول کرنے کو غلط قرار دینا ہے۔ اور ان پر یہ الزام لگانا ہے کہ انھوں نے ایسی حدیث کو جو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ مروی نہیں ہے، عمومی طور پر کیسے قبول کر لیا ؟ انہیں اس پر انتہائی تأمل اور غور و خوض کرنا چاہیئے تھا ۔ اس اعتبار سے حدیث مشہور کا انکار علماء کی ایک جماعت کو اس کے قبول کرنے پر خطا وار ٹھہرانا ہے۔ تاہم یہ بات واضح رہے کہ علماء کی جماعت کو غلطی کا مرتکب ٹھہرانا کفر نہیں بدعت و گمراھی ہے (۲۷) ۔

ایک دلیل یہ ہے کہ خبر مشہور سے طمانینت قلب حاصل ہوتا ہے نہ کہ یقین کیونکہ اس میں تواتر دوسرے اور تیسرے دور میں ہوتا ہے، نہ کہ پہلے دور میں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خبر کو سننے والے دو یا تین افراد ہوتے ھیں ۔ اس لئے اس کی روایت میں انفصال یعنی تواتر میں انقطاع کا شبہ موجود ہے۔ لیکن متواتر میں ایسا کوئی شبہ موجود نہیں ھوتا ۔ خبر مشہور میں شبہ انفصال کے سبب نقصان موجود ہے، جو متواتر میں نہیں ھوتا ۔ اس لئے خبر متواتر کا منکر کافر ہے، اور خبر مشہور کا نہیں ۔ عیسی بن ابان نے خبر مشہور کے منکر کے بارے میں تین قسمیں نقل کی ھیں ۔ ایک یہ کہ اس کا منکر گمراہ ہے، کافر نہیں ہے، جیسے حدیث رجم کا منکر ۔ دوسری یہ کہ اس کا منکر گمراہ بھی نہیں ہے، بلکہ اس کو خطا وار اور غلطی کا مرتکب سمجھا جائے گا ۔ اور اس کا گناہ میں مبتلا ھونے کا اندیشہ ہے، جیسے موزوں پر مسح کرنے اور ربا الفضل سے متعلق احادیث کا منکر ۔ تیسری یہ کہ اس کے منکر کے بارے میں یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ گناہ کا مرتکب ھوا ہے، بلکہ اس کے موقف کو غلط قرار دیا جائے گا ، جیسے احکام سے متعلق وہ احادیث جن میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ خبر مشہور کو چونکہ

علماء کے درمیان قبول عام حاصل ھوتا ہے اس لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے ۔ رجم سے متعلق احادیث پر دور اول کے آغاز اور دور ثانی میں علماء کا اتفاق پایا جاتا ہے۔ صرف خوارج اس کے منکر ھیں تاھم ان کے اختلاف سے اس حکم پر اجماع میں کوئی خرابی واقع نہیں ھوتی ہے۔ اس لئے خوارج کو گمراہ کہا جائے گا ۔ موزوں کے مسح کے بارے میں' صدر اول میں صحابہ کے درمیان اختلاف موجود ہے۔ حضرت عائشه اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے موزوں پر مسح کے قائلین سے دریافت کرو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نے سورہ مائدہ کے نزول کے بعد بھی موزوں پر مسح فرمایا تھا ۔ کیونکہ سورہ مائدہ میں آیت وضو میں واضح طور پر پاؤں دھونے کا حکم موجود ہے۔ پھر وہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ آپ نے نزول مائدہ کے بعد موزوں پر مسح نہیں کیا ۔ تاھم اس موقف سے ان کا رجوع کرنا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح ابن عباس کے بارے میں یہ مروی ہے کہ وہ ربا الفضل کے قائل نہ تھے، اور فرماتے تھے کہ ربا تو صرف ادھار (نسیئه) میں ھوتا ہے۔ تاھم ان کا بھی اپنے اس موقف سے رجوع ثابت ہے۔ اس لئے اس کے منکر کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ گمراہ نہیں ہے ، بلکہ اس کا گناہ میں مبتلا ھونے کا اندیشہ ہے ، کیونکہ ان کے رجوع کے بعد اس حکم پر دوسرے اور تیسرے دور میں اجماع ثابت ھو جاتا ہے ، اور اب اجماع سے مخالفت کی گنجائش باقی نہیں رھتی ۔ اس لئے گناہ کا اندیشہ ہے۔ تیسری قسم کے بارے میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ فقہاء کے درمیان احکام کے باب میں ھر دور میں اختلاف رھا ہے۔ جس فقیہ کو جو بات اپنی دلیل کے مطابق صحیح اور سچی معلوم ھوئی، اس نے اس پر عمل کیا ۔ اس کو یہ بھی حق ہے کہ اپنے مخالف کو وہ غلطی پر سمجھے ۔ تاھم اس معاملہ

میں وہ فریق مخالف کو گناہ کا مرتکب نہیں سمجھ سکتا ۔ کیونکہ ہر فقیہ اپنے اجتہاد کی بنیاد پر کسی موقف کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اگر مجتہد سے اس کے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو وہ غلطی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسی غلطی سے اس کو بری سمجھا جائے گا (۲۸) ۔

محدثین نے مشہور احادیث کو مستقل کتابوں میں جمع کیا ہے ، اور ان پر علیحدہ تصانیف موجود ہیں ۔ ان میں چند کے نام یہ ھیں :

۱ ۔ بدر الدین الزرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) ۔ اللآلی المنثورة فی الاحادیث المشهورة ۔

۲ ۔ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی (متوفی ۹۰۲ھ)، ، المقاصد الحسنة فی کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة

۳ ۔ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) ، کتاب اللآلی المنتشرة فی الاحادیث المشتهرة ۔

۴ ۔ اسمعیل بن محمد العجلونی (متوفی ۱۱٦۲ھ) ۔ کشف الخفا ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس ۔

پہلی کتاب کے علاوہ بقیہ تینوں کتابیں چھپ چکی ھیں (۲۹) ۔

حــواشــی و حــوالہ جـات

۱ ـ ملاحظہ ہو فکرونظر اکتوبر ـ دسمبر ۱۹۸۳ء ص ۳ ـ ۵۲ ـ جولائی ـ ستمبر ۱۹۸۵ء ص ۳ ـ ۵۳ـ

۲ ـ ابن نجار الفتوحی ـ محمد بن احمد ـ شرح الکوکب المنیر ـ دمشق ، دارالفکر ـ ۱۹۸۰ ـ ج ۲ ، ص ۳۳۵ ـ

۳ ـ ابو شهبه ـ محمد بن احمد ـ الوسیط فی علوم ومصطلح الحدیث ـ جده ـ عالم المعرفه ـ ۱۹۸۳ ـ ص ۱۹۸ ـ ۲۰۱ ـ

۴ ـ ابن الصلاح ـ ابوعمر وعثمان بن عبدالرحمن ، مقدمه ابن الصلاح ـ ملتان ـ فاروقی کتب خانه ـ ۱۹۶۸ ـ ص ۱۳۳ ـ

۵ ـ ابن حجر العسقلانی ـ نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر ـ کراچی ، قرآن محل ، تاریخ طباعت درج نہیں ـ ص ۱۳ ـ

۶ ـ جلال الدین السیوطی ـ تدریب الراوی فی تقریب النواوی ـ لاہور ـ دار نشر الکتب الاسلامیة ـ تاریخ طباعت درج نہیں ـ ج ۲ ـ ص ۱۶۳ ـ

۷ ـ ابن النجار الفتوحی ـ شرح الکوکب المنیر ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۳۳۶ ـ

۸ ـ ایضـــاً ـ

۹ ـ جلال الدین السیوطی ـ تدریب الراوی ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۱۶۳ ـ
ابن حجر العسقلانی ـ نزهة النظر فی توضیح نخبة الفکر ـ کراچی ـ قرآن محل ـ تاریخ طباعت درج نہیں ـ ص ۱۳ ـ

۱۰ ـ جلال الدین السیوطی ـ تدریب الراوی ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۱۶۳ ـ ۱۶۶ ـ نیز ملاحظہ ہو ابو شهبه ـ ابوسیط فی علوم ومصطلح الحدیث ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ص ۱۹۸ ـ ۲۰۱ ـ

۱۱ ـ القرافی ـ شرح تنقیح الفصول فی الاصول ـ قاهره ـ المطبعة الخیریه ـ ۱۳۰۶ھ ـ ص ۱۵۱ ـ

۱۲ ـ السرخسی ـ ابوبکر محمد بن احمد ـ اصول السرخسی ـ قاهره ـ مطابع دار الکتاب العربی ، ۱۳۷۲ھ ـ ج ۱ ـ ص ۲۹۲ ـ
اصول جصاص کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں ـ لیکن اب تک اس کتاب کی وہ جلد چھپ کر سامنے نہیں آئی جس میں ابوبکر جصاص رازی نے سنت اور اس کی اقسام پر بحث کی ہے اس لیئے یہاں ہم نے حوالہ اصول السرخسی سے دیا ہے ـ

۱۳ ـ ایضـــاً ـ

۱۴ ـ السمرقندی ـ علاؤالدین ابوبکر محمد بن احمد ـ میزان الاصول ـ الدوحة ـ قطر ـ اداره احیاء التراث الاسلامی ـ ۱۹۸۴ء ـ ص ۴۲۸ ـ

۱۵ ـ امیر بادشاه تیسیر التحریر ـ قاهره ـ مصطفی البابی الحلبی ـ ۱۳۵۱ء ـ ج ۳ ـ ص ۳۷ ـ

۱۶ ـ الآمدی ـ الاحکام فی اصول الاحکام ـ قاهره ـ مطبعة المعارف ـ ۱۹۱۴ء ـ ج ۲ ـ ص ۳۹ ـ

۱۷ ـ البنانی ـ حاشیة البنانی علی شرح الجلال المحلی لجمع الجوامع ـ قاهره ـ ۱۲۹۷هـ ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۳ ـ

۱۸ ـ امیر بادشاه ـ تیسیر التحریر ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۳ ـ ص ۳۷ ـ

۱۹ ـ تقی الدین و تاج الدین السبکی ـ الابهاج فی شرح المنهاج ـ قاهره ـ مطبعة التوفیق الادبیة ـ تاریخ طباعت درج نهیں ـ ج ۲ ـ ص ۱۹۷ ـ

۲۰ ـ البنّانی ـ حاشیه البنّانی علی شرح الجلال المحلی لجمع الجوامع ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۳ ـ

۲۱ ـ ابن الحاجب ـ مختصر المنتهی مع شرح القاضی عضدالدین، استنبول،۱۳۰۷هـ ج۱، ص۱۵٦ ـ

۲۲ ـ السمرقندی ـ میزان الاصول ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ص ۳۲۳ ـ

۲۳ ـ جلال الدین المحلی ـ شرح جمع الجوامع ـ قاهره ـ ۱۲۹۷ هـ ـ ج ۲ ـ ص ۱۱۵ ـ

۲۴ ـ عبدالعزیز البخاری ـ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، قسطنطنیه مکتب الصنائع، ۱۳۰۷هـ ج ۲ ـ ص ٦۸۸ ـ

۲۵ ـ السمرقندی ـ میزان الاصول ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ص ۳۲۹ ـ نیز ملاحظه هو امیر بادشاه تیسیر التحریر ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ۳۷ ـ

۲٦ ـ ایضـاً ـ

۲۷ ـ السرخسی ـ اصول السرخسی ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۱ ـ ص ۲۹۳ ـ ۲۹۴ ـ نیز ملاحظه هو عبدالعزیز البخاری ـ کشف الاسرار ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ج ۲ ـ ص ٦۸۸ ـ ٦۸۹ ـ

۲۸ ـ ابوشهبه ـ الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث ـ محوله بالا ایڈیشن ـ ص ۲۰۰ ـ